از حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مدظلہ (سہارنپور)

میدانِ عرفات اور کعبۃ اللہ کے سایوں میں

——— خدا کے برگزیدہ بندوں پر کیا گزری

★ ——— حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفات کے میدان میں شام کے وقت ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت بیتابی سے رو رہا ہے۔ اور بے چینی سے روتے ہوئے چند شعر پڑھ رہا ہے، جن کا ترجمہ یہ ہے، کہ وہ کتنی پاک ذات ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، اگر ہم کانٹوں پر اور گرم سوئیوں پر اس کے سامنے سجدے میں گریں تب بھی اس کی نعمتوں کے حق کا عشر عشیر بھی ادا نہ ہو بلکہ عشر عشیر کا عشر عشیر بھی ادا نہ ہو اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے ؎

کم قد زللت فلم اذاکرک فی زللی ——— وانت یا مالکی بالغیب متذکرنی

کم اکشف الستر جہلاً عند معصیتی ——— وانت تلطف لی حلماً و تسترنی

اے پاک ذات میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزش میں تجھے یاد نہ کیا، اور میرے مالک تو مجھے غائبانہ ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ میں اپنی جہالت سے کتنی مرتبہ گناہوں کے ساتھ اپنی پردہ دری کر چکا ہوں اور تو اپنے حلم کی ساتھ مجھ پر لطف و مہربانی کرتا ہے، اور میری پردہ پوشی کرتا ہے۔ حضرت بشر کہتے ہیں، کہ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے، تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابو عبید خواص تھے جو ممتاز بزرگوں میں ہیں۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اٹھایا، کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے، کہ اتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اٹھاؤں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اللہ کے فرمانبردار بندے تو اسقدر

عاجزی کریں اور اپنی حسن عبادت کے باوجود اللہ جل شانہ، سے اس قدر شرمائیں اور گنہگار اپنے گناہوں پر نہ شرمائیں اور ناز کریں یا اللہ اپنے پاک چہرے سے کیطرف نظر کرنے سے قیامت میں ہم کو محروم نہ کیجئے اور اپنے صالح بندوں کی برکات سے ہمیں بھی متنفع فرما اور دارین میں ان کے زیر سایہ رکھ۔ (روض، ص)

★ ——— حضرت شبلیؒ جب عرفات پر پہنچے تو بالکل چپ چاپ رہے، کوئی لفظ بھی زبان سے نہیں نکلا جب وہاں سے منیٰ کیطرف چلے حد حرم کے جو دو نشان ہیں ان سے آگے بڑھ گئے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی مہر لگادی۔ تاکہ اس دل میں تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو، کاش! میں اپنی آنکھوں کو اس طرح بند کر تاکہ تیرا دیدار نصیب ہونے تک کسی کو بھی نہ دیکھتا۔ دوستوں میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں، اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن میں دوسروں کی بھی شرکت ہوتی ہے، لیکن جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں جب ظاہر ہوجاتا ہے، کہ کون واقعی عذر رہا ہے۔ (روض) ؎

عدو میں اور مجھ میں غور کر لو فرق اتنا ہے کوئی بنتا ہے دیوانہ کوئی ہوتا ہے دیوانہ

★ ——— ابو عبداللہ جوہری کہتے ہیں، کہ میں ایک سال عرفات کے میدان میں تھا، میری ذرا آنکھ سی لگی تو میں نے دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے، ایک نے ان میں سے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا، ساتھی نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے حج کیا لیکن ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا مجھے یہ بات سنکر اس قدر رنج ہوا، دل چاہا کہ منہ پر طمانچے ماروں اور اپنی حالت پر خوب روؤں، اتنے میں اس پہلے فرشتہ نے پوچھا کہ جن لوگوں کا حج قبول نہیں ہوا ان کے بارہ میں اللہ جل جلالہ نے کیا معاملہ فرمایا، دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ کریم نے کرم کی نگاہ فرمائی اور مقبولین میں سے ہر ایک کے طفیل ایک ایک لاکھ کا حج قبول فرمالیا، اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے، وہ اپنا فضل وانعام جس کو چاہے بخشدے۔ (روض)

★ ——— حضرت فضیل بن عیاض مشہور بزرگ ہیں۔ عرفات کے میدان میں لوگ تو سب کے سب کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مرگیا ہو اور وہ غم کی آگ میں جل رہی ہو۔ جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کیطرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کردے تب بھی میری بدحالی پر انتہائی افسوس ہے (احیاء) ابن عربی نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرف یہ دعا کرتے

تھے۔ اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے ان سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبد اللہ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کسقدر اشرف مقام ہے، اور اس کے حاضرین کیلئے کسقدر باعث رضا ہے، اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا ـــــــ

★ ـــــــ حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں میں نے سفر حج میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو وہ چپ تھا میں نے کہا تم لبیک نہیں پڑھتے، کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے لا لبیک ولا سعدیک، نہ تیری لبیک معتبر نہ سعدیک معتبر۔ نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں نہ تیری طرف التفات کرتا ہوں، اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے راستے راستے اسکو نہیں دیکھا آخر میں منیٰ میں وہ نظر پڑا اور اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: کہ وہ محبوب جسکو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میرا خون اس کے لئے حرم میں بھی حلال ہے، اور حرم سے باہر بھی خدا کی قسم اگر میری روح کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ کس پاک ذات کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے، تو وہ قدموں کی بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔ــــ ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر اگر وہ تجھے نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو کبھی بھی لب کشائی نہ کرے۔ لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، اگر وہ اللہ کی پاک ذات کا طواف کرتے تو حرم سے بھی بے نیاز ہو جاتے، عید کے دن لوگوں نے تو بھیڑ بکری کی قربانی کی لیکن معشوق نے میری جان کی اس دن قربانی کی، لوگوں نے حج کیا ہے اور میرا حج اپنی سکون کی چیز کا ہے۔ لوگوں نے قربانیاں کی ہیں، میں تو اپنے خون کی اور اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں اس کے بعد یہ دعا کی: اے اللہ لوگوں نے قربانیوں کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس کوئی چیز قربانی کے لئے نہیں ہے سوائے اپنی جان کے میں اسکو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو اس کو قبول کرے، اس کے بعد ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا۔ اس کے بعد غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اللہ کا دوست ہے، خدا کا قتیل ہے، مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے اسکی تجہیز و تکفین کی اور رات بھر اسکی سوچ میں پریشان اور متفکر رہا، اسی میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں اسکو دیکھا میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہنے لگے کہ جو شہداء بدر کے ساتھ ہوا بلکہ اس پر بھی کچھ زیادہ ہوا، میں نے پوچھا کہ زیادہ ہونے کی کیا وجہ، کہنے لگے کہ وہ کافروں کی تلوار سے شہید ہوئے تھے اور میں عشق مولیٰ کی تلوار سے (ارض) اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات میں ان سے زیادتی ہو کسی بات میں زیادتی ہو جانا کافی ہے، ورنہ ان حضرات کیلئے صحابی ہونے کا جو فضل ہے اسکو غیر صحابی کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

★ ——— حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہے کہ خاندان نبوت میں حضرت زین العابدین جیسا شخص کوئی بھی نہ تھا۔ (یعنی اپنے زمانہ میں) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں جتنے حضرات کا زمانہ میں نے پایا ہے، ان میں آپ افضل ترین شخص تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ متقی میں نے نہیں دیکھا ان حالات پر بھی جب آپ حج کو تشریف لے گئے اور احرام باندھنے کا وقت آیا تو آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ لبیک نہیں پڑھتے، تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں جواب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے۔ مگر جب لوگوں نے اصرار کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے تو آپ نے لبیک پڑھا اور بیہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور حج کے ختم تک یہی صورت رہی کہ جب لبیک کہتے یہی حالت ہوتی۔ حضرت امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حضرت زین العابدین نے احرام باندھا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو بیہوش ہو کر اونٹنی پر سے گر گئے اور ہڈی ٹوٹ گئی۔ (تہذیب التہذیب)

★ ——— حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت امام باقر محمد بن علی جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں، لوگوں نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں ادھر لگ گئیں، آپ چیخیں نہ ماریں، فرمایا شاید اللہ جل شانہ میرے رونے کی وجہ سے رحمت کی نظر فرمائے جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں اس کے بعد طواف کیا اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر نفل پڑھے، تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ گئی تھی، آپ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا کہ مجھے سخت رنج ہے، اور میرا دل سخت فکر میں مشغول ہے، کسی نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا رنج ہے۔ فرمایا کہ جس کے دل میں اللہ کا خالص دین داخل ہو جاتا ہے وہ اسکو اللہ کے ماسوی سے خالی کر دیتا ہے۔ اور دنیا ان چیزوں کے علاوہ اور کیا چیز ہے۔ یہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر آئے ہو، یہی کپڑا ہے جسکو پہن رکھا ہے، یہی بیوی ہے جو مل گئی ہے یہی کھانا ہے جو کھایا ہے۔ (روض)

★ ——— حضرت شقیق بلخی کہتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک اپاہج ملا جو گھسیٹ کر چل رہا تھا، میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو، کہنے لگا سمرقند سے۔ میں نے پوچھا وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا کہنے لگا دس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ بڑے تعجب اور حیرت سے اسکو دیکھنے لگا وہ کہنے لگا شقیق کیا دیکھ رہے ہو میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب میں پڑ گیا کہنے لگا کہ شقیق سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا۔ اور میرے ضعف کا

متکفل میرا مولا ہے۔ اے شقیق! تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جسکو اس کا مالک اٹھائے لئے جا رہا ہے۔ پھر اس نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: میرے آقا میں آپکی زیارت کیلئے جا رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے، لیکن شوق میں شخص کی تو مدد کیا کرتا ہے جسکی مال مدد نہیں کرتا جس کو راستے کی ہلاکت کا خوف ہو جاوے وہ عاشق نہیں ہے ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی ارادے سے روک دے (روض) ے

راہ یابم یا نیابم آرزوئے می کنم حاصل آید یا نہ آید جستجوئے می کنم

★ ——— شیخ فتح موصلی کہتے ہیں کہ میں نے جنگل میں نابالغ لڑکا دیکھا کہ وہ پیدل چل رہا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں میں نے اسکو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا صاحبزادہ کہاں جا رہے ہو، کہنے لگا کہ بیت اللہ شریف جا رہا ہوں، میں نے پوچھا کہ تمہارے ہونٹ حرکت کر رہے تھے، کہنے لگا کہ میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا، میں نے کہا ابھی تو تم مکلف بھی نہیں ہو، کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ موت مجھ سے کم عمر والوں کو بھی پکڑ لیتی ہے میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ بہت دور ہے۔ کہنے لگا کہ میرا کام قدم اٹھانا ہے اور اللہ جل شانہ کا کام مقصود پر پہنچانا ہے۔ میں نے کہا کوئی توشہ کوئی سواری، کہنے لگا کہ میرا توشہ یقین ہے اور میری سواری پاؤں ہیں۔

★ ——— حضرت لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ میں پیدل حج کو گیا جب میں مکہ معظمہ پہنچ گیا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا، وہاں میں نے ایک صاحب کو بیٹھے دیکھا کہ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور یارب یارب اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا، پھر انہوں نے یاربا یاربا اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا، پھر اسی طرح یا اللہ یا اللہ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر اسی طرح یا حی یا حی لگاتار کہتے رہے، پھر اسی طرح یا رحمٰن یا رحمٰن پھر یا رحیم یا رحیم اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر یا ارحم الراحمین بھی اسی طرح کہا کہ سات مرتبہ دم گھٹنے لگا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے یا اللہ میرا انگوروں کو جی چاہ رہا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہوگئی ہیں۔ لیث کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان سے یہ الفاظ پورے نکلے بھی نہ تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں کی بھری ہوئی رکھی دیکھی، حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا، اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں۔ انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی ان میں آپ کا شریک ہوں، فرمایا کیسے، میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ لے جانا، میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیز کھائی کہ عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج

بھی نہ تھا، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں چادروں میں سے جونسی تمہیں پسند ہوئے لو، میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ ذرا سا منے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں۔ میں پرے ہٹ گیا تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی۔ دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لیکر پہاڑ سے نیچے اترے، میں پیچھے ہولیا۔ جب صفا مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دیدیجئے اللہ جل شانہ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے، وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں۔ میں نے اس سائل کے قریب جاکر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق ہیں۔ پھر ان کے پاس واپس آنا چاہا کہ ان سے کچھ سنوں، مگر ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ (روض)

★ ——— عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کو گیا، آپ کے لئے نہ خیمہ لگتا تھا نہ چھولداری۔ ایک چادر یا چمڑا کسی درخت کے نیچے ڈال دیا جاتا۔ اس کے سایہ میں آپ تشریف رکھتے۔ (تاریخ الخلفا)

★ ——— ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ صلحاء کی ایک جماعت کے ساتھ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر غشی سی طاری ہوئی جب ان کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے میں نے جو کچھ دیکھا وہ تم نے بھی دیکھا۔ ہم نے کہا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے طواف کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہنے لگے کہ ہم فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تمہاری محبت حق تعالیٰ شانہ سے کیسی ہے، کہنے لگے ہماری محبت اندر سے ہے اور تمہاری محبت باہر سے ہے۔ (روض)

★ ——— حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک شخص سے طواف کی حالت میں فرمایا کہ یہ بات سمجھ لے تو صالحین کے درجے کو اسوقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک چھ گھاٹیوں کو پار نہ کرے، اوّل یہ کہ تو نعمت کے دروازے کو بند کرے اور سختی کا دروازہ کھولے۔ دوسرے یہ کہ عزت کے دروازہ کو بند کرے اور ذلت کے دروازے کو کھولے۔ تیسرے یہ کہ راحت کے دروازہ کو بند کرے اور مشقت کے دروازہ کو کھولے۔ چوتھے یہ کہ سونے کے دروازہ کو بند کرے اور جاگنے کے دروازہ کو کھولے۔ پانچویں یہ کہ غنی کے دروازہ کو بند کرے اور فقر کے دروازہ کو کھولے۔ چھٹے یہ کہ امیدوں کے دروازے کو بند کرے اور موت کی تیاری کے دروازے کو کھولے۔ (روض)

■■